

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اشارات

ابھی پوری ملت اسلامیہ اہل افغانستان کی عظیم مصیبت پر پریشان و مضطرب تھی جو تین سال سے سرخ سامراج کی خوفناک جارحیت سے ٹکرا رہے ہیں کہ ادھر دوسری طرف امریکہ کی پشت پناہی سے اسرائیل نے لبنان میں پناہ گزین فلسطینیوں کو ایسی بھیبت کا نشانہ بنایا کہ جس کی کوئی مثال دور دور تک نہیں ملتی۔ دونوں طرف تمام بین الاقوامی ضابطے اور سمجھوتے پامال ہو گئے، مسئلہ انسانی حقوق غارت ہو گئے، مگر جدید تہذیب کی بنائی ہوئی دنیا میں کوئی قوم ایسی نہیں جو ظالم کے مقابلے پر مظلوم کی حمایت کے لیے ہٹ کر کھڑے ہو سکے۔ حتیٰ کہ ادارہ اقوام متحدہ بھی سوائے اس کے کچھ حیثیت نہیں رکھنا کہ یہ سپر پاور کا ایک تھی ایئر ہے جس میں وہ پراسرار ڈرامے پیش کرتے ہیں — کبھی ایک ہیرو اور دوسرا ویلن بنتا ہے اور کبھی دوسرا ہیرو اور پہلا ویلن بنتا ہے۔ فلموں اور تھی ایٹروں کے کردار پستول سے لیس ہوتے ہیں، مگر اقوام متحدہ کے ایکٹر ”ویٹو پاور“ سے مسلح ہیں۔ ایک کوئی ظلم بناتا ہے، دوسرا ویٹو کر دیتا ہے۔ دوسرا کوئی منصوبہ لے کے اٹھتا ہے تو پہلا ویٹو کر دیتا ہے۔ دونوں نے ویٹو پاور کا جو استعمال پچھلے دس پندرہ سال سے کیا ہے، اگر اس کا تفصیلی جائزہ

لے لبنان میں ابتدائی چند دنوں ہی میں ۵۰ ہزار فلسطینی اور لبنانی مسلمان شہید ہو گئے۔ زخمیوں اور بے گھر کی تعداد تو بے اندازہ ہے۔ اسرائیل نے جس بے رحمی سے فلسطینیوں اور عام مسلمان شہریوں، بلکہ عورتوں اور معصوم بچوں تک کو ایک ایک کر کے جھونکا ہے اُس سے قسارت کا نیا ریکارڈ تاریخ میں قائم ہوا ہے۔ اس ظلم بے پایاں کا حساب اسرائیل اور موجودہ عالمی سیاست و تہذیب کے خداوندوں کو دینا ہو گا۔

لیا جائے تو معاملہ مصر کا ہو یا کشمیر کا، افغانستان کا ہو یا فلسطین کا، ہمیشہ نقصان دیا جائے۔
کو پہنچتا ہے۔ اسی طرح جب کسی معاملہ میں یہ دونوں قومی مشترک مفاد کے تحت متحد ہو جاتی
ہیں تو بھی معاملات مسلمانوں کے خلاف جاتے ہیں۔

آج اگرچہ اہل افغانستان کے ساتھ ساتھ اہل فلسطین کا مسئلہ ابھر کر سامنے آ گیا ہے، مگر
ہماری مصیبت کسی ایک مسئلے تک محدود نہیں ہے۔ ہمیں تو سرزمینِ کابل میں، ارٹریا میں، صومالیہ میں
مختصر بیس میں، جنوبی فلپائن میں اور بیروت میں مصائب کی ایک ایسی آتشیں زنجیر سے سابقہ ہے جس
کا ایک سرا امریکہ کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا روس کے ہاتھ میں۔ یہ دونوں طاقتیں آسٹلٹے ظلم
کے ایسے دو پاٹ ہیں کہ جن کے درمیان مسلمان پس رہے ہیں۔

پس اب جہاں ایک گونہ کوشش یہ ہونی چاہیے کہ اہل افغانستان اور اہل فلسطین کو جو بھی مدد دی
جاسکتی ہو، وہ دی جائے، وہاں پھر پورے توجہ اس مسئلے پر دینی چاہیے کہ ہم سپر پاور کی بنائی ہوئی
جہکی میں مسلسل پستے رہنے سے کس طرح بچ سکتے ہیں۔

اور یہی اس وقت موضوع گفتگو ہے۔

اصل بات کا مثبت طور پر آغاز کرنے سے پہلے ایک ضروری انتباہ!
نہایت ہی عجیب صورتِ حال ہے کہ اس ملک کے وہ سیاسی کارکن اور ادیب و دانشور
جو افغانستان کے مسلمانوں کی مظلومیت کا احساس نہ کرنے میں چٹانوں کی طرح سخت تھے، جن کا
کہنا یہ تھا کہ ہمیں ابھی صورتِ حالات پوری طرح سمجھ میں نہیں آ رہی، اور جن کا اندر یہ بھی ہونا تھا
کہ یہ سیاسی جھگڑے ہیں، ان سے ہمارا کیا واسطہ۔ وہ لبنان میں اسرائیلی جارحیت پر آچھل
کھڑے ہوتے ہیں، انہیں اہل فلسطین کی تباہی کا کوئی غم نہیں، انہیں یہ خوشی ہے کہ ایک دورِ خلا کے
بعد ایک موضوع مل گیا ہے۔ جیسے قحط زدہ بستی پر بارش برس جانے۔ ان کی دلچسپی اس وجہ سے ہے

کہ اہل فلسطین (چھاپہ ماروں) میں کمیونسٹوں کا کیا ہوا برسوں کا کام ان کے سامنے ہے، جارح حیثیت اور جن بلاط جیسے لیڈر ان کے ”چوہدری“ ہیں لبنان میں فلسطینیوں کی آواز بلند کرنے کے لیے جو پبلٹی مشینری کام کر رہی تھی اس کے تحت افریشیائی تنظیم کا ایک رسالہ لوٹس (LOTUS) بھی نکلتا تھا جس کی ادارت کے لیے پاکستان سازش کیس کے نامور رہبر و جناب فیض احمد فیض کی خدمات حاصل کی گئی تھیں۔ فیض صاحب فلسطینیوں کے سینے کمیونزم کے تیزاب سے دھوتے بھی تھے، مگر جب آزمائش کا لمحہ آیا تو وہ بیروت سے ماسکو جا پہنچے۔ اوپر فلسطینیوں کی منافقانہ سرپرستی روس کی طرف سے ہو رہی تھی۔ منافقانہ اس لیے کہ آج فلسطینیوں کو بچانے کے لیے روس ضرورت سے دسواں حقہ کم پارٹ بھی ادا نہیں کر رہا۔ وہ تو شروع سے اسرائیل کے استحکام میں امریکہ کا حصہ دار ہے۔ ظاہر میں مخالفت امریکہ و اسرائیل ہوتی رہتی ہے، مگر اندر اندر اسرائیل کے لیے روس میں تیار شدہ سپاہیوں اور دانشوروں کا ایک ریلا برسوں سے چلا آ رہا ہے، نیز مسلمان ملکوں کی امداد اس طرح کی جاتی ہے کہ اثر آٹا ہو۔

روس کے لیے تو حادثہ لبنان سرمایہ عیش و مسرت ہے، کیونکہ اس کی وجہ سے افغانستان میں اس کے جرم جارحیت کا پلڑا امریکہ و اسرائیل کے برابر ہو گیا ہے، بلکہ بڑے پیمانے کے اس تازہ سنگین حادثے کے غبار میں اس کی جارحیت کی کارروائی قدرے چھپ گئی ہے۔ اصل صورتِ حالات یہ ہے کہ دونوں سپر پاورز میں بات یوں طے پا گئی ہے کہ لبنان میں امریکہ اسرائیل جو چاہیں کر گزریں، روس تھوڑی بہت بیان بازی کے علاوہ کچھ نہیں کرے گا، اور دوسری طرف امریکہ کو اب حساب برابر کرنے کے لیے یہ ماننا پڑا ہے کہ افغانستان میں روس کو جو کچھ کرنا ہو وہ کرتا رہے، کوئی ٹھوس رکاوٹ نہیں ڈالی جائے گی (اور نہ پہلے کوئی تھی) گویا معاملہ یوں پٹ ہوا کہ ”لبنان تمہارا، افغانستان ہمارا۔“

بہر حال اب روسی لائن ”چونکہ یہ ہے کہ اہل فلسطین کی حمایت اور اسرائیل کی مخالفت میں یہ ویپیگنڈے کا پورا زور صرف کر دیا جائے تاکہ مسئلہ افغانستان سے دنیا کی اور خصوصاً مسلمانوں کی توجہ ہٹ سکے، اس وجہ سے باہر کے کمیونسٹوں کی طرح ہمارے یہاں کے کمیونسٹوں اور ان کے حامی دانشوروں اور صحافیوں اور سیاسی کارکنوں نے میدان میں